OPEN ACCESS
AL-EHSAN
ISSN: 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 9-27

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کے علمی اور روحانی اثرات: ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ

A Critical Study of Intellectual and Spiritual Impact of Hazrat Baha al-Din Zakariya Multani

Prof. Dr. Hafiz Abdul Raheem

Chairman Department of Arabic, Baha Uddin Zakriya University, Multan

Abstract

This article provides a research over the scholarly, educational, and spiritual services of Hazrat Shaykh-ul-Islam Baha al-Din Zakariya Multani, the great personality of the Pak-Indian subcontinent, and his profound impact on the far-flung region of the region during his time. This beautiful remembrance of Hazrat Shaykh-ul-Islam is a lesson of life for this new nation of Islam which is growing in the subcontinent. Hazrat Multani's biography breathes new life into dead hearts. It creates a new passion for life and encourages readers to follow in the footsteps of their predecessors.While the Islamic world has gone far beyond the source of life i.e. Sufism and Ehsan or self-purification.

Keywords: Educational, spiritual services Baha al-Din Zakariya Multani, Pak-Indian subcontinent, remembrance, biography, Sufism, self-purification, Suhrwardiya.

تصوف تلاش احسن کی ہمہ گیر تحریک اور صیانت عقیدہ کا بہترین ذریعہ ہے اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں بھی صوفیہ نے اہم کردار ادا کیا، جس کی مثال ادیانِ عالم میں کہیں بھی نہیں ملتی۔اس مقالہ میں برصغیر پاک وہند کی عظیم شخصیت حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ متوفی ۶۶۱ھ کی علمی، تعلیمی،اور روحانی خدمات اور ان کے گہرے اثرات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے گا جو انہوں نے اپنے دور میں اس خطہ کے دور دراز علاقوں میں سرانجام دیں۔ حضرت شیخ

الاسلام علیہ الرحمۃ کا یہ خوبصورت تذکرہ اس نئی ملت اسلام کیلئے درس حیات ہے جو برصغیر پاک وہند میں پروان چڑھ رہی ہے۔ حضرت ملتانی علیہ الرحمۃ کی سیرت مردہ دلوں میں ایک نئی روح پھونکتی ہے۔ زندگی کا نیا ولولہ پیدا کرتی ہے۔ اور قارئین کو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دیتی ہے۔ جبکہ اسلامی دنیا تصوف واحسان یا تزکیہ نفس کے سرچشمہ حیات سے بہت دور چلی گئی ہے۔

یہ ایک ولی للہ کی سچی روح پرور، ایمان افروز اور حیرت انگیز داستان ہے۔ جس کے تذکرہ سے یہ بچھڑی ہوئی اسلامی دنیا تصوف واحسان کے سرچشمہ حیات سے وابستہ ہو سکتی ہے۔

مختصر تعارف

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ سلسلہ سہروردی[۱] کے صوفی بزرگ کی ولادت باسعادت ملتان کے قریب بمقام کوٹ کرور میں بالاتفاق ۲۷ رمضان المبارک ۵۶۶ھ بمطابق ۱۱۷۱ء لیلۃ القدر شب جمعہ بوقت طلوع سحر ہوئی۔ حضرت بہاء الدین زکریا علیہ الرحمۃ قدس سرہ ہندوستان میں رئیس الاولیاء تھے ظاہری علوم کے عالم اور مکاشفات ومشاہدات کے مقامات واحوال میں کامل تھے، ان سے اکثر اولیاء للہ کے سلسلہ منشعب ہوئے لوگوں کو رشد وہدایت فرمائی۔[۲]

القاب ومناقب

حضرت بہاء الدین زکریا[۳] کو رئیس الاولیاء اور غوث العالمین جیسے عظیم الشان القاب ملے۔ ملتان میں قیام کے دوران نہ صرف یہ کہ ملتان بلکہ تمام ہندوستان آپ علیہ الرحمۃ کے فیوض وبرکات سے منور ہو گیا تھا۔ اور آپ علیہ الرحمۃ کے عہد کو "خیر الاعصار" (بہترین زمانہ) کہا جاتا ہے۔[۴] حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کے پہلو نشین فرزند جگر بند حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ ابوالمغانم صدر الدین محمد عارف باللہ علیہ الرحمۃ متوفی ۷۰۹ھ بھی آپ علیہ الرحمۃ کے قریب ہی قلعہ کہنہ پر مدفون ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا نام گرامی شیخ وجیہ الدین محمد اور جد امجد کا نام حضرت کمال الدین علی شاہ قریشی ہے جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے خوارزم آئے اور پھر ملتان آکر یہاں پر مستقل سکونت اختیار کر لی۔

تعلیم و تربیت

۱۲ سال کی عمر میں کوٹ کرور میں قرآن مجید کی ساتوں قرأتوں کی تکمیل کی۔ اس کے بعد ۱۲ سال کی عمر میں والد ماجد کا انتقال ہو گیا تھا۔ ۲۵ برس تک خراساں، بخارا، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں علماء وقت سے ظاہری اور باطنی علوم و معارف کی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں اس وقت کے نہایت ممتاز محدث شیخ کمال الدین یمنی سے حدیث کی تکمیل کی۔ پھر کئی سال رسول اکرم ﷺ کے روضہ اطہر پر ذکر و فکر میں گزارے۔ بیت المقدس سے ہوتے ہوئے بغداد پہنچے وہاں پر شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہر وردی علیہ الرحمۃ متوفی ۶۳۲ھ [۵] کے دست مبارک پر بیعت کی۔ [۶]

سلسلہ سہر وردیہ کی ترویج

برصغیر پاک و ہند میں اسلامی تصوف کا سہر وردی سلسلہ زیادہ تر آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے پھیلا۔ اس خطہ میں آپ علیہ الرحمۃ اس سلسلہ کا بانی تصور کئے جاتے ہیں۔

حسب و نسب

حضرت بہاء الدین زکریا قدس سرہ حسب نسب کے اعتبار سے قریشی الاسد تھے۔ [۷]
حضرت مخدوم سید جلال بخاری نے اس امر پر بڑے فخر و مباہات کا اظہار کیا ہے کہ میرے مرشد کے آباء واجداد عرب کے رؤساء اور شرفاء میں سے تھے اور وہ ممتاز قریشی تھے۔ کیونکہ ان کا نسب حضرت محمد اکرم ﷺ کے نسب مبارک کے ساتھ جناب قصی سے مل جاتا ہے۔ جناب قصی کے دو فرزند تھے، ایک عبد المناف جو سرکار دو عالم ﷺ کے دادا ہیں اور دوسرے عبد العزیٰ جو ہمارے مشائخ کے مورث اور جد اعلیٰ ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ کا نسب اکیس واسطوں سے اور حضرت رسول اللہ ﷺ کا پانچ واسطوں سے جناب قصی سے ملتا ہے۔ [۸]

حضرت مخدوم بخاری نے آپ علیہ الرحمۃ کا مکمل نسب نامہ اپنے ملفوظ میں اس طرح درج کیا ہے:

> "حضرت بہاء الدین زکریا۔ بہاء الحق بن شیخ محمد غوث۔ بن شیخ ابو بکر بن شیخ جلال الدین بن شیخ علی قاضی بن شمس الدین محمد بن الحسین بن عبد اللہ بن الحسین بن المطرف بن خزیمہ بن حازم بن محمد بن المطرف بن عبد الرحیم بن

عبد الرحمن بن ھبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی بن قصی۔"(۹)

شجرۂ طریقت

سلسلۂ طریقت یہ ہے شیخ بہاء الدین زکریا، شیخ شہاب الدین سہر وردی، شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہر وردی، شیخ وجیہ الدین سہر وردی، شیخ ابو عبد اللہ شیخ اسود احمد دینوری، شیخ ممتاز علی دینوری، خواجہ جنید بغدادی، خواجہ سری سقطی، خواجہ معروف کرخی، خواجہ داؤد طائی، خواجہ حبیب عجمی، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔(۱۰)

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کے اولاد اور احفاد (پوتے)

آپ علیہ الرحمۃ کی دو زوجہ محترمہ تھیں: رشیدہ بانو اور بی بی شہر بانو۔ رشیدہ بانو کے بطنِ عفت سے شیخ صدر الدین عارف، شیخ علاء الدین محمد، شیخ شہاب الدین انوری اور شیخ برہان الدین صاحب پیدا ہوئے۔ بی بی شہر بانو کے بطنِ عفت سے شیخ قدوۃ الدین محمد، شیخ شمس الدین محمد محبوب خدا اور شیخ ضیاء الدین پیدا ہوئے۔

شیخ ضیاء الدین اور شیخ برہان الدین کی اولاد نہیں ہوئی باقی سارے صاحب اولاد تھے۔
ان کے علاوہ رشیدہ بانو سے ایک صاحبزادی بھی پیدا ہوئی تھی اس معصومہ کا نکاح میر حسنی سے ہوا تھا۔

دوسری صاحبزادی سلطان بی بی المعروف بی بی فاطمہ تھی۔ اس کی شادی سلطان التارکین حمید الدین حاکم سے ہوئی تھی جس سے خاندان جلیلہ کے مورث اعلیٰ شیخ نور الدین پیدا ہوئے۔

تاریخ و سیر کی کتابوں میں حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کی اولاد کی تاریخہائے ولادت درج نہیں ہے۔ جو شجرے سجادہ نشین صاحب کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔ ان سے صرف ولادت کی ترتیب کا پتہ چلتا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

	نام فرزند ارجمند	نام والدہ ماجدہ
۱۔	شیخ صدر الدین عارف	بی بی رشیدہ بانو علیہ الرحمۃ
۲۔	شیخ علاء الدین محمد علیہ الرحمۃ	بی بی رشیدہ بانو علیہ الرحمۃ
۳۔	شیخ قدوۃ الدین محمد علیہ الرحمۃ	بی بی شہر بانو علیہ الرحمۃ

۴۔	شیخ شمس الدین محمد محبوب خدا علیہ الرحمۃ	بی بی شہر بانو علیہ الرحمۃ
۵۔	شیخ شہاب الدین محمد علیہ الرحمۃ	بی بی رشیدہ بانو علیہ الرحمۃ
۶۔	شیخ ضیاء الدین محمد علیہ الرحمۃ	بی بی شہر بانو علیہ الرحمۃ
۷۔	شیخ برہان الدین محمد علیہ الرحمۃ	بی بی رشیدہ بانو علیہ الرحمۃ

صاحبزادیوں میں عائشہ بی بی بڑی تھیں۔

مولانا جمالی آپ علیہ الرحمۃ کے اپنے صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

> "آپ علیہ الرحمۃ نے صاحبزادوں کی تعلیم کیلئے بڑے نامور اساتذہ مقرر کر رکھے تھے، انہیں اکرام وانعام سے نوازا کرتے تھے اور جب آپ علیہ الرحمۃ گھر میں ہوتے تو بچوں کو خود بھی تعلیم دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت علیہ الرحمۃ کے فرزند اور پوتے علم و فضل میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ حضرت علیہ الرحمۃ کے زمانے میں درس و تدریس کا کام آپ کے پوتوں نے سنبھال رکھا تھا جن میں سے مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ، علاء الدین علیہ الرحمۃ، مولانا عبدالقادر علیہ الرحمۃ، مولانا موسیٰ علیہ الرحمۃ، مولانا ادریس علیہ الرحمۃ، مولانا محمد حسین اور مولانا امام بخش خاص شہرت رکھتے تھے۔ اس درس کی اتنی دھوم تھی کہ مخدوم جہانیاں محض تحصیل علم کیلئے۔ اچ سے ملتان تشریف لائے تھے۔"(۱۱)

وصال

آپ علیہ الرحمۃ ۷ صفر ۶۶۱ھ بمطابق ۲۱ دسمبر ۱۲۶۳ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے آپ علیہ الرحمۃ جنوبی ایشیا کے قدیم ترین شہر ملتان کے قلعہ کہنہ میں آرام فرما ہیں جہاں آپ کا مزار مبارک بنا ہوا ہے۔ اس پر ایک عالی شان قبہ ابیض ہے۔ جو دور سے ہی دکھائی دیتا ہے۔ ہمہ وقت دور دراز علاقوں سے زائرین کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ زائرین یہاں آکر ایک عجیب فرحت و اطمینان محسوس کرتے ہیں۔

تصانیف

حضرت بہاء الدین کی تصانیف مختلف موضوعات پر ہیں، جو درج ذیل ہیں:۔

۱۔ اوراد

یہ کتاب صدیوں تک اہل علم دانش کے مابین متداول رہی ہے۔ حضرت قطب الاقطاب کے زمانہ میں آپ کے ایک فاضل مرید مولانا علی بن احمد غوری نے اس کو ایک مبسوط شرح لکھی تھی جس کا نام "کنزالعباد" ہے۔ اس کا ایک ضعیف قلمی نسخہ بہت زیادہ کوششوں کے بعد نواب مخدوم مرید حسین قریشی سجادہ نشین بارگاہ غوثیہ علیہ الرحمۃ نے ضلع چکوال سے برآمد کیا ہے۔

کنزالعباد کی زبان اگرچہ عمومی طور پر عربی ہے مگر شیخ الاسلام کی اصل کتاب فارسی زبان میں ہے اور گو اس کتاب کا نام "اوراد" ہے در حقیقت وہ "اوراد و وظائف" کی کتاب نہیں بلکہ وہ صوفیانہ رنگ کی فقہی تصنیف ہے جس میں نماز، روزہ، طہارت، توبہ اور اخلاص وغیرہ کے مسائل درج ہیں، انہی مسائل کی تشریح و توضیح اس کتاب کی شرح میں فقہی ابواب کی تقسیم کے ساتھ کی گئی ہے۔

۲۔ وضو کے احکام

اس کتاب میں وضو کی تیاری، وضو کا برتن، وضو کا پانی، وضو کرنے کی جگہ، وضو سے پہلے کی دعا وغیرہ جیسے باریک مسائل تحقیقی انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔

۳۔ شروط اربعین

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے ایک رسالہ "شروط اربعین" کے نام سے بھی تحریر فرمایا تھا:

> "جس میں اعتکاف کے آداب و شرائط درج ہیں، حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ دنیا سے منہ موڑ کر اور محبوب ازل کو معہود ذہنی بنا کر گوشہ نشین ہو بیٹھنا درویش کی پہلی منزل ہے اور یہ وادی اس قدر ناگزیر ہے کہ کوئی سالک اسے طے کئے بغیر فقر و تصوف کی ولایت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ شریعت و طریقت کی اصطلاح میں اس صورت حال کا نام "اعتکاف" ہے۔ یہ ذہنی انتشار کا علاج اور قلب کی یکسوئی کا بہترین ذریعہ ہے۔"(۱۲)

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کی علمی اور روحانی خصوصیات

آپ علیہ الرحمۃ کی زندگی مختلف پہلوؤں پر محیط ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ ایک عظیم روحانی پیشوا اور جامع شخصیت تھے۔ اس خطہ میں آپ علیہ الرحمۃ نے جو دینی، علمی، تعلیمی اور روحانی

خدمات سرانجام دی ہیں تا قیامت ان گرانقدر خدمات کو یاد رکھا جائے گا۔ آپ علیہ الرحمۃ کی روحانی اور علمی خصوصیات ملاحظہ کیجئے:

۱. روحانیت کا وہ آفتاب عالمتاب! جو افق ملتان سے طلوع ہوا اور اس کی ضیاء نے تمام دنیا کو منور کردیا۔

۲. وہ روحانی پیشوا:۔ جس نے خانقاہوں کو ان کی چھنی ہوئی عزت بخشی اور شریعت وطریقت کے مابہ الامتیاز کو واضح کیا۔

۳. وہ توحید پرست:۔ جس نے خود پرستی کے ان بتوں کو توڑ کر چکنا چور کر دیا، جنہوں نے شریعت اور طریقت کے درمیان دیوار کھڑی کر دی تھی اور خدا پرستوں کو خود پرستی کا بیمار بنا دیا تھا۔

۴. وہ ماہر تربیت و تعلیم:۔ جس نے ملتان کے شاہی قلعہ میں بہت بڑی درسگاہ کی بنیاد رکھی جس میں نہ صرف شرعی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی، بلکہ اسلام کی حقانیت کو واضح کرنے اور اطراف عالم میں توحید کی شمعیں روشن کرنے کیلئے جماعتیں تیار کی جاتی تھیں

۵. وہ جواد اعظم:۔ جس کے خلفاء ہزاروں روپے کا سامان تجارت خرید کر سوداگروں کے بھیس میں انڈونیشیا، فلپائن اور چین تک کا سفر کرتے اور تجارت کے ساتھ ساتھ وہاں کے عوام کو اسلام سے روشناس بھی کراتے تھے۔

۶. وہ شیخ کامل:۔ جس کے زہد وورع اور تقوی و پرہیزگاری کا یہ اثر تھا کہ آپ کی لونڈیاں چکی پیسنے بیٹھتیں تو قرآن ختم کر کے اٹھتی تھیں۔

۷. وہ مرشد ارشد:۔ جو مرید کرتے وقت اس امر کی بیعت لیتے کہ وہ اپنی کمائی میں بددیانتی نہیں کریگا۔

۸. وہ خدا درویش:۔ جس کے رعب ودبدبہ سے سلطان ناصرالدین قباچہ ترساں ولرزاں رہتا تھا۔

۹. وہ مؤرخ اسلام:۔ جس نے اسلامی تاریخ کا رخ موڑ دیا۔

۱۰. وہ مفکر اعظم:۔ جس نے فکر و نظر میں انقلاب پیدا کر دیا۔

۱۱. وہ عظیم روحانی شخصیت:۔ جس نے قلب وروح کو نئی زندگی بخشی۔

۱۲. عراقی اور حسینی جیسے اغواث واقطاب کا مرشد جسے رفیق اعلی کو لبیک کہے نو صدیاں گزر چکی ہیں، مگر اس کا مزار پرُانوار اب بھی مایوس دلوں کی امید گاہ ہے۔ ہزاروں ہاتھ صبح و شام فاتحہ کیلئے اٹھتے ہیں اور قبہ ابیض قلعے کی بلندی سے بہت پرُنور بکھیر تا نظر آتا ہے۔(۱۳)

۱. حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ ہر طرح کے لوگوں کو اپنے گرد جمع نہیں ہونے دیتے تھے اور جوالقوں اور قلندروں کی کم ہی ان تک رسائی ہوتی تھی۔

۲. آپ علیہ الرحمۃ امیرانہ ٹھاٹھ سے رہتے تھے اور ان کی خانقاہ میں غلے کے ذخیرے بھی تھے اور مال ودولت بھی۔

۳. آپ علیہ الرحمۃ مسلسل روزے رکھنے کے عادی نہ تھے۔

۴. سلسلہ چشتیہ میں اگرچہ زمین بوسی عام تھی، مگر آپ علیہ الرحمۃ کسی کو اپنے سامنے جھکنے نہیں دیتے تھے۔

۵. آپ علیہ الرحمۃ فرمانرواؤں اور ان کے عہدے داروں سے گہرے روابط رکھنے کے قائل تھے۔(۱۴)

۶. آپ علیہ الرحمۃ سماع کے قائل نہیں تھے۔(۱۵)

ایک رکعت میں قرآن مجید کا ختم کرنا

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی متوفی ۷۲۵ھ نے شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت بہاء الدین زکریا علیہ الرحمۃ نے ایک رات کو حاضرین کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو آج رات کو دو رکعت نماز پڑھے اور ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کری-؟ حاضرین میں سے کوئی اس بات پر آمادہ نہیں ہوا۔ حضرت بہاء الدین آگے بڑھے اور ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کر لیا اور چار سپارے مزید پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ الاخلاص پڑھ کر نماز پوری کی۔

اس موضوع کی مناسبت سے حضرت سلطان المشائخ نے دوسری حکایت بیان فرمائی کہ شیخ بہاء الدین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مجھے جو کچھ ملا نماز سے ملا۔ مشائخ اور زاہدوں کے تمام اوراد و وظائف میں نے کئے مگر ایک چیز مجھ سے نہ ہو سکی اور وہ یہ کہ مجھے اطلاع دی گئی کہ فلاں بزرگ آغاز صبح سے طلوع آفتاب تک ختم قرآن کر لیتے ہیں۔ ہر چند میں نے بھی چاہا لیکن نہ کر سکا۔(۱۶)

جود و سخاوت

اگر آپ علیہ الرحمۃ کسی کو کوئی چیز دیتے تو عمدہ چیز دیتے۔ جو اساتذہ کرام ان کے فرزندوں کو تعلیم دیتے تھے ان پر بڑا اکرام وانعام فرماتے، سونا چاندی ان کے دامن میں ڈال دیتے۔

ایک دفعہ والیٔ ملتان کو غلے کی ضرورت پڑی تو بہاء الدین علیہ الرحمۃ سے غلہ مانگا شیخ نے فرمایا کہ ایک کوٹھا (غلے کا) اسے دیدیا جائے۔ والی نے اپنے آدمی بھیجے تاکہ کوٹھے سے غلہ نکال لیں۔ غلے کے درمیان ایک مٹکا چاندی سے بھرا ہوا نکلا۔ والی کو خبر کی گئی اس نے کہا شیخ صاحب علیہ الرحمۃ نے مجھے غلہ عطا کیا ہے اس چاندی کیلئے نہیں فرمایا تھا۔ اس کو شیخ علیہ الرحمۃ کے پاس واپس لے جانا چاہیے جب یہ بات شیخ کی خدمت میں عرض کی گئی تو شیخ نے کہلوا بھیجا کہ زکریا علیہ الرحمۃ کو اس کی خبر تھی تجھے وہ غلہ اس چاندی کے ساتھ ہی دیا گیا ہے۔ (۱۷)

شیخ و مرشد کی تلاش و جستجو

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ سالہا سال سے مرشد کی تلاش میں صحرا نوردی کرتے پھرتے تھے۔ دو برس جس امید اور آرزو میں بسر ہوئے تھے۔ آج اس پر بھی پانی پھر چکا تھا۔ نئی امنگ اور نئے ولولوں کے ساتھ ایک نامعلوم سمت کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ ذوق وشوق کی بے تابی اور نورِ وحدت کی کرنوں کی گدگدی نے آپ کو کسی ایک مقام پر ٹھہرنے نہ دیا۔

سچے جویائے حقیقت کی طرح کئی دن اور کئی راتیں لگاتار سرگرم سفر رہے یہاں تک کہ بخت کی بیداری نے ایک دن آپ کو ادب اور "ہیبت حق" خالقِ کونین کی بھولی بھٹکی مخلوق کو نیکی کا راستہ دکھانے میں مصروف تھے

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کی متجسس نگاہوں کو شیخ الشیوخ کی ذات میں کچھ ایسے کمالات اور مکاشفات نظر آئے کہ انہوں نے پہلی نظر میں تاڑ لیا کہ یہی کعبہ مقصود ہے۔ انتہائی ادب واحترام سے قدموں میں جھک گئے گلوگیر ہو کر عرض کیا:

ما بعشق تو نہ امروز گرفتار شدیم
کہ گرفتاری ما با تو ز روز ازل است

شیخ الشیوخ علیہ الرحمۃ نے حضرت کو اپنے گلے سے لگا لیا۔ شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ دیر تک اس سینہ بے کینہ سے جو انوارِ الٰہی کا معدن اور سرچشمہ تھا، چمٹے رہے۔ جب طبعیت کو ذرا سکون ہوا تو ارادت وعقیدت کے ساتھ ہوشمند طالب علم کی طرح دوزانو ہو بیٹھے۔

شیخ الشیوخ علیہ الرحمۃ نے بغیر کسی مجاہدہ نفس اور عبادت و ریاضت کے حضرت کو مرید کر لیا تھا۔ ایک ہی توجہ سے سارے حجاب نظر کے سامنے سے ہٹا دیئے اور ایک ہی دن میں وہ جلوہ نظر آ گیا جو ہزاروں برس کی عبادت سے بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ اٹھارہ ہزار عالم بے حجاب دکھائی دینے لگے۔ حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس وقت شیخ الشیوخ علیہ الرحمۃ نے جو خرقہ زیب تن کر رکھا تھا۔ اپنے بدن مبارک سے اتار کر میرے سر پر رکھدیا۔ اپنا مصلی جس پر حضور عمر بھر مصروفِ عبادت رہے تھے اور وہ خرقہ جو حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمۃ کو اپنے مشائخ کے توسط سے پہنچا تھا، دونوں اس خاکسار کے سپرد فرما دیئے۔

شیخ الشیوخ علیہ الرحمۃ کے مریدین نے حضرت کی اس کرم بخشی پر سخت حیران ہو کر کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس سندھی درویش نے ایک رات دن میں تمام دولت و نعمت سمیٹ لی، لیکن ہم لوگ جو سالہا سال سے اس دروازے پر پڑے ریاضت و مجاہدہ کر رہے ہیں ہم میں سے کسی پر ایسی توجہ نہیں ہوئی آپ علیہ الرحمۃ کو جب اس ماجرے کی اطلاع ہوئی تو سب کو بلا کر ایک ایک کبوتر دیا اور فرمایا: ''اسے ایسی جگہ ذبح کرو جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔'' سب مرید کبوتر لے کر چلے گئے اور پیر طریقت کی ہدایت کے مطابق ایسا مقام تلاش کرنے لگے جہاں وہ کبوتروں کو ذبح کر سکیں، آخر انہوں نے اپنے کبوتروں کو اپنے اپنے حجروں میں گھس کر ذبح کر لائے مگر شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے اپنا کبوتر ذبح نہ کیا اور اس طرح زندہ واپس لے آئے۔ سب درویشوں نے کہا کہ یہ سندھی تو کوئی نادان آدمی ہے کہ کبوتر کو بغیر ذبح کئے واپس لے آیا۔ آج پیر طریقت اس پر ضرور ناراض ہوں گے اور جو نعمت و دولت حاصل کر چکا ہے سب سلب ہو جائے گی۔ الغرض سب شیخ الشیوخ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا: ''اے بہاء الدین! تو نے کبوتر ذبح کیوں نہیں کیا؟'' آپ نے دست بستہ عرض کیا: ''قبلہ عالم! حضور نے فرمایا تھا ایسے مقام پر ذبح کرو جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو میں جہاں گیا وہیں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر پایا اس لئے کبوتر کو زندہ واپس لے آیا۔ (۱۸)

دین و دنیا پر قبضہ

آپ علیہ الرحمۃ کو حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آئے چند ہی دن گزرے تھے کہ ایک دن حضرت نے فرمایا۔ ایک کٹا ہوا انار حضرت کے ہاتھ میں تھا دیکر فرمایا کہ کھا لیجئے جب شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے وہ انار لیا تو اس میں سے ایک دانہ گر پڑا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے فوراً اٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔

شیخ الشیوخ نے فرمایا:

بہاء الدین علیہ الرحمۃ یہ دانہ دراصل دنیا تھی میں نے چاہا کہ تم اس کے جھمیلے میں نہ پڑو اس لئے عمداً گرا دیا تھا لیکن تو اٹھا کر کھا گیا۔ اب دین و دنیا دونوں تیرے قبضے میں ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب تم ملتان جا کر سکونت اختیار کرو کہ اس ملک کے باشندوں کی رشد وہدایت تمہارے سپرد کی گئی ہے۔

شیخ الشیوخ علیہ الرحمۃ نے سترہ دن کی تربیت کے بعد شیخ الاسلام کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا اور ملتان میں ایک سہروردی خانقاہ قائم کرنے کا حکم دیا۔ آپ علیہ الرحمۃ ملتان میں نصف صدی سے کچھ زائد عرصہ تک کام کرتے رہے۔ ان کی یہ خانقاہ قرون وسطیٰ کے ہندوستان میں صوفیانہ تلقین کا ایک بہت بڑا مرکز بن گئی تھی۔

آپ کے سلسلہ کو زیادہ تر سندھ اور پنجاب میں فروغ حاصل ہوا۔ تاہم ان کے مریدین ہرات، ہمدان اور بخارا میں بھی تھے۔ ان کی شہرت ان کے "نفس گیرا" (وجدانی ذہانت) کی بنا پر تھی جس سے وہ اپنے مریدوں کے دلوں کو مسخر کر لیتے تھے۔ وہ بہت سی باتوں میں اپنے ہم عصر چشتی صوفیہ سے مختلف تھے۔[۱۹]

دعوت و تبلیغ کے نمایاں اثرات

جنوبی ایشیا کے رجل عظیم حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین علیہ الرحمۃ اور ان کے خلفاء کو خاص امتیاز حاصل ہے جنہوں نے اپنی قوتِ فکر اور اعلیٰ بصیرت، خداد صلاحیتوں سے اس دور کے سنگین حالات کا مقابلہ کیا۔ درحقیقت یہ وہ قدوسی نفوس تھے جن کا پیکر صنّاع ازل نے عشق کے خمیر سے تیار کیا تھا، جو اپنے سینوں پارے کی طرح بے تاب دل رکھتے تھے۔ یقین ان کا ایمان اور عشق ان کی سپر تھی۔ اسلام کی عظمت کی سربلندی کیلئے یہ ملکوتی انسان قندیل ایمان لے کر چھ سو ۶۰۰

درویش مجاہدین کی شکل میں بنگال کی رزم گاہ میں تجلی بن کر گوڑ گو بند کے لشکر پر کوندے اور کبھی جمال خداوندی کا مظہر بنے۔(۲۰) کبھی انڈونیشیا، فلپائن اور چین کی بستی بستی میں دعوتِ حق دیتے نظر آئے، جو رضائے الٰہی کے لئے بحر ہند کے طوفان سے الجھے۔ سیام اور برما کی پہاڑیوں سے ٹکرائے اور ظلمات کے پردوں کو چاک کرتے ہوئے وہاں تک پہنچے، جہاں تک تخیل انسانی کی رسائی ہو سکتی ہے۔

الغرض کشمیر، سندھ، گجرات، دکن، بنگال اور مشرق بعید کی بھولی بھٹکی مخلوق کو حضرت بہاء الدین نے اسلام کی دعوت و تبلیغ دی جس کے اس خطے میں نمایاں اثرات ابھی تک پائے جاتے ہیں۔ شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے لوگوں کی کفر سے ایمان، معصیت سے طاعت و بندگی اور نفسانیت سے روحانیت کی طرف رہنمائی فرمائی۔(۲۱)

آپ علیہ الرحمۃ نے ملت اسلامیہ کی اس وقت نگہبانی فرمائی جب دشمنان دین اور غیروں نے اس پر زندگی کی ساری راہیں بند کر دی تھیں۔ آپ علیہ الرحمۃ کی باعظمت شخصیت کے احترام کا غیر معمولی جذبہ ہر وقت ہمارے قلب و دماغ پر شدت سے طاری و ساری رہتا ہے آپ علیہ الرحمۃ کا کوہِ وقار اور فلک بوس مقبرہ بھی اپنی عظمت و جلالت کی وجہ سے آج تک زائرین سے خراج عقیدت وصول کر رہا ہے۔

معاشی اور معاشرتی زندگی پر روحانی اثرات

آپ علیہ الرحمۃ کی آمد سے قبل ملتان کی اخلاقی و سماجی حالت انتہائی پست تھی۔ دفتروں میں رشوتیں چلتی تھیں۔ بازار کا لین دین صحیح نہیں تھا۔ نہ چیزیں اچھی ملتیں اور نہ نرخ مناسب، ملازم مزدور بھی منہ مانگی مزدوری مانگتے تھے۔ اور خیانت کا بازار گرم تھا۔ راہزنی اور ڈکیتی آئے دن کا معمول بن چکا تھا۔ لوگ قافلوں کی صورتوں میں چلتے مگر پھر بھی لوٹ لئے جاتے تھے۔ حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے ان تمام خرابیوں کو دور کرنے کیلئے سب سے پہلے لوگوں کے دلوں میں خوفِ خدا کا جذبہ پیدا کیا۔ اس کے بعد ہر شخص کو بیعت کرنے سے پہلے پوچھتے کہ تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے۔ حلال کھانے کی ترغیب دیتے اور فرماتے کہ اگر تم اپنے اپنے فرائض کو نیک نیتی اور دیانت داری سے انجام دو گے تو تمہاری کمائی میں برکت ہو گی اور آخرت میں اللہ تعالی بہشت عطا فرمائیں گے۔

آپ علیہ الرحمۃ کے ایک مرید کا لکھا ہوا قلمی نسخہ بنام: ''کسب نامہ'' فارسی زبان میں ہے۔ اس میں حجام، ترکھان، دھوبی، جولاہوں اور دکانداروں کے بارے میں ہدایات درج ہیں اس میں حجام کا ذکر سب سے پہلے ہے۔ اس میں پہلے حجامت کے اوزاروں کا ذکر ہے کہ یہ کیونکر اور کس طرح اتارے گئے پھر حجام کیلئے چند دعائیں درج ہیں کہ بجائے بیہودہ باتیں کرنے کے حجامت کے دوران یہ دعائیں پڑھے۔ استرے اٹھانے اور استعمال کرنے کی دعا اور ہے۔ قینچی چلانے کی دعا اور ہے۔ اسی طرح دھوبی کیلئے کپڑوں کے اٹھانے، لکڑی کے پھٹے پر دھونے، سکھانے اور لپیٹنے کی الگ الگ دعائیں ہیں۔

آپ علیہ الرحمۃ کی نوکرانیاں چکی پیسنے بیٹھیں تو قرآن پاک ختم کر کے اٹھتی تھیں۔ اسی طرح دوکانداروں نے ڈنڈی مارنی چھوڑ دی تھی۔ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندوؤں پر بھی خوش گوار اثر پڑا۔ انہوں نے لین دین میں فریب اور دھوکہ سے کام لینا ترک کر دیا۔ چیزیں اصلی اور عمدہ ملنے لگیں۔ راستے محفوظ ہو گئے، چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں ختم ہو گئیں وہی راہزن جو پہلے مسافروں کو لوٹ لیا کرتے تھے اب سایہ دار درختوں تلے پانی کے مٹکے بھر کر رکھتے تاکہ آنے جانے والے لوگ پانی پی سکیں۔(۲۲)

آپ علیہ الرحمۃ مسلسل روزہ رکھنے کے عادی نہ تھے اس سلسلہ میں حضرت خواجہ نظام الدین نے حضرت بہاء الدین زکریا کی حکایت بیان کی ہے کہ وہ روزہ کم رکھتے البتہ اطاعت وعبادت بہت زیادہ کرتے تھے۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ زبان پر آئی:

﴿کلوا من الطیّبٰت واعملوا صالحاً﴾ پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

اور فرمایا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے بارے میں یہ آیت صادق آتی ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں آپکے ہم عصر حضرت بابا صاحب مسلسل روزہ رکھتے فرمایا کہ شیخ کبیر حضرت بابا فرید الدین روزے کم چھوڑتے تھے، چاہے فصد کھلواتے یا پچھنے لگواتے یا بخار آتا روزہ ضرور رکھتے۔(۲۳)

درسگاہ غوثیہ کی دعوتی و تبلیغی اثرات

آپ نے اپنی خانقاہ عالیہ کے پہلو میں ایک علمی، دینی اور صوفیانہ درس گاہ قائم کی تھی جس کے دو شعبے تھے ایک شعبہ کا کام تھا کہ وہ علماء کرام تیار کرے جبکہ دوسرے شعبہ کا کام تھا کہ وہ مبلغین اسلام تیار کرے۔ مبلغین کو جس ملک میں بھیجا جاتا انہیں وہاں کی زبان اور ثقافت کی تعلیم دی جاتی تاکہ وہ وہاں پہنچ کر اپنے آپ کو اجنبی محسوس نہ کریں۔ آپ نے ہر زبان کا ماہر اپنے

ادارے میں تعینات کیا ہوا تھا جب علماء کرام فارغ التحصیل ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان کی رغبت کی بناء پر دعوت و تبلیغ کے لئے مختلف ممالک کی طرف روانہ فرماتے۔ مبلغ کے استاد محترم کو پانچ ہزار اشرفی عنایت کر کے فرماتے کہ شہر سے اس ملک کے لیے مفید اور ضروری سامان خرید کر ایک جہاز میں ترتیب دو پھر حضرت اس جہاز کو اپنی دعاؤں کے ساتھ منزل مقصود کے لئے روانہ فرماتے اور ہر مبلغ کو ہدایت فرماتے:

۱. سامان کم منافع پر فروخت کرنا۔
۲. لین دین اسلامی تعلیمات کے مطابق کرنا۔
۳. ناقص چیزوں کو فروخت نہ کرنا بلکہ فقراء و مساکین کو مفت دینا۔
۴. خریداروں سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنا۔
۵. جب تک لوگوں کا اعتماد حاصل نہ ہو ان پر اسلام پیش نہ کرنا۔

اس طرح یہ علماء ربّانین سوداگروں کے لباس میں کشتیوں پر سامان تجارت لاد کر روانہ ہوتے۔ جاوا' سماٹرا' فلپائن اور چین تک پہنچ کر دکانیں کھولتے اور دیانتداری سے لین دین کرتے اور ساتھ ہی لوگوں پر اسلام پیش کرتے جس کا خاطر خواہ نتیجہ یہ نکلتا کہ لوگ ان کے حسن اخلاق' ان کی خدا ترسی' دینداری' دیانتداری اور معاملات میں صفائی و پاکیزگی دیکھ کر گرویدہ ہو جاتے اور بالآخر اسلام قبول کر لیتے۔ آج مشرق بعید کے چھوٹے چھوٹے جزیروں میں جو کروڑوں مسلمان نظر آتے ہیں یہ انہی تاجر مبلغین کی انتھک جدوجہد کا نتیجہ ہیں۔

بیرونی ممالک پر تبلیغی جماعتیں روانہ ہونے والی اپنے نان و نفقہ کا بوجھ کسی پر نہیں ڈالتی تھیں بلکہ آپ کی طرف سے انہیں لاکھوں کا سامان تجارت خرید کر دیا جاتا تھا۔ یہ قافلہ جہاں کہیں پڑاؤ ڈالتا وہاں دکانیں کھل جاتیں نانبائی کھانا تیار کرتے بزاز کپڑوں کی دکانیں سجاتے اور بنجارے قسم قسم کے سامان لگا کر بیٹھ جاتے۔ محافظ دستہ جنگی مظاہرے کر کے نوجوانوں کو جہاد کے لئے ابھارتا۔ زور آزمائی ہوتی' گھوڑ دوڑ' نیزہ بازی اور شمشیر زنی کے کمالات سے مردہ دلوں میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑنے لگتی۔ علماء حضرات ایک طرف لاکھوں کے ہجوم میں قرآن و حدیث کا درس دیتے نظر آتے دوسری طرف گچھے دار جھاڑیوں میں عارفان حق آگاہ کا حلقہ نظر آتا تھا جس میں زنگ آلود قلوب نہ صرف صیقل ہوتے بلکہ تزکیہ نفس' استغراق مراقبہ اور شرعی عبادات کے لئے انہیں تیار کیا جاتا تھا۔[۲۴]

تبلیغی جماعتوں کے وفود جب واپس آتے تو حضرت شیخ الاسلام ان سے ملاقات کرتے اور ان کی کارگزاریوں کو سنتے پھر ان کی مشکلات کو حل فرماتے۔

آپ علیہ الرحمۃ اپنے عہد کے بہت بڑے عابد بھی تھے اور بے پناہ عالم بھی۔ حجرے میں بیٹھ کر ارادت مندوں کو تزکیہ نفس کی تعلیم بھی دیتے تھے اور مسجد و محراب کی زینت بن کر لوگوں کے دلوں کو گرماتے بھی تھے۔ بسا اوقات ایک ہی نشست میں ہزارہا غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے تھے اس کے علاوہ کوئی نہ کوئی دنیادار فاسق، وعظ سن کر چیخ اٹھتا اور اپنا مال واسباب اللہ کی راہ میں لٹا کر حضرت کے خدام میں شامل ہو جاتا یہ تو روز مرہ کا مشاہدہ تھا۔(۲۵)

حضرت بہاء الدین زکریا علیہ الرحمۃ کا سیاست پر گہرا اثر

حضرت بہاء الدین علیہ الرحمۃ کا قرون وسطیٰ کی سیاسیات پر گہرا اثر ورسوخ تھا۔ چنانچہ ملتان پر اقتدار قائم رکھنے میں انہوں نے التتمش (۶۰۷ھ، ۱۲۱۰ء تا ۶۳۳ھ، ۱۲۳۵ء) کی بڑی مدد کی اور اس کا دیا ہوا اعزازی لقب "شیخ الاسلام" بھی قبول کیا۔ ۶۴۰ھ ۱۲۴۶ء میں جب منگولوں نے ملتان کا محاصرہ کر لیا اور ہرات کا حکمران بھی ان کے ساتھ مل گیا اور شیخ نے اپنے پاس سے حملہ آوروں کو ایک لاکھ دینار کی رقم پیش کی اور انہیں محاصرہ اٹھا لینے پر راضی کر لیا۔(۲۶)

اکابر خلفاء اور وابستگان درگاہ غوثیہ سہروردیہ

جناب نور محمد خاں فریدی نے اپنی کتاب تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی میں "آسمان غوثیت کے تابندہ ستارے" کے تحت ایک عنوان قائم کیا ہے جس میں جنوبی ایشیا کے ان تمام آستانوں کی فہرست دی ہے جنہیں اس عظیم درسگاہ غوثیہ سے روحانی نسبت کا شرف حاصل ہے، یہ وہ اولیاء اللہ ہیں جنہوں نے اس خانوادے سے منسلک ہونے کے باوجود ساری زندگی گمنامی میں بسر کر دی تھی اور انہوں نے کہیں اپنے آپ کو منظر عام پر آنے نہیں دیا۔ ان قدسی نفوس نے حضرت کے مبارک مسلک کو دنیا بھر میں پھیلا دیا اور پھر یہ سلسلہ اولاد در اولاد اور خلفاء بہ خلفاء جاری رہا یہاں تک کہ مراکش سے جاوا اور ساٹرا تک زمین کا گوشہ گوشہ فیضان سرمدی سے سرشار اور نور محمدی کی روشنی سے مالا مال ہو گیا حضور کی جاری کردہ نہروں سے فیض اور نور کے بے شمار چشمے آج تک جاری ہیں۔

شیخ جلال الدین تبریزی کی ایک روایت کے مطابق کہ حضرت شیخ الاسلام کو ان کے تمام وابستگان اور متوسلین کی تعداد بتائی گئی تھی جو کروڑوں تک پہنچتی ہے۔(۲۷) بارگاہ غوثیہ سہروردیہ ملتان کے سجادہ نشین کی تعداد ۳۱ تک پہنچ چکی ہے۔(۲۸) اس وقت کے موجودہ سجادہ نشین مخدوم شاہ محمود قریشی مدظلہ العالی ہیں۔

صوفیانہ تعلیمات

آپ نے اپنے مریدوں کو جو وصایا اور خطوط لکھے تھے ان کی صوفیانہ تعلیمات پر روشنی پڑتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ بندہ پر واجب ہے کہ سچائی اور اخلاص سے للہ کی عبادت کرے اور اس کے عبادات واذکار میں غیر للہ کی نفی ہو، اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے احوال کو درست اور اقوال وافعال میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے، ضرورت کے سوانہ کوئی بات کہے اور نہ کوئی کام انجام دے ہر قول وفعل سے پہلے للہ تعالیٰ سے التجا کرے اور اسی سے نیک عمل کرنے کی توفیق کی مدد چاہے۔

للہ تبارک وتعالی کے ذکر کو اپنے اوپر لازم کرلو، ذکر ہی سے طالب محب تک پہنچتا ہے، محبت ایسی آگ ہے جو تمام میل کچیل کو جلاڈالتی ہے، جب محبت راسخ ہو جاتی ہے تو مذکور کے مشاہدے کے ساتھ ذکر حقیقی ذکر ہوتا ہے یہی وہ ذکرِ کثیر ہے جس پر للہ تعالیٰ کے اس قول: ﴿واذکروالله کثیرا لعلکم تفلحون﴾ میں فلاح کا وعدہ کیا گیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہیئے کہ اپنے روزگار کی حفاظت کرتا رہے، ماسوا اللہ کو دل سے دور کردے، دنیا کے لوگوں کی صحبت کو اپنے اوپر حرام کرلے اور حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہے، اگر اس کو للہ تعالیٰ کے ذکر سے موانست نہ ہوگی، تو للہ تعالیٰ کی محبت کی بو بھی وہ نہ سونگھ سکے گا۔(۲۹)

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کے حالات وواقعات اوران کی علمی اور روحانی خدمات پر نہ صرف یہ کہ مؤرخین اور تذکرہ نویسوں ہل نے بہت کچھ لکھا بلکہ آپ پر بہت سے تاریخی اور تحقیقی مقالات ومضامین شائع ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کی علمی ٗ دینی اورروحانی تعلیمات کے جو نمایاں اثرات سامنے آئے ہیں آج بھی ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ یقیناً صوفیاء کرام کی تعلیمات ہمارے لئے ایک عظیم سرمایہ ہیں جو تقرب الی للہ کے حصول کا ذریعہ ہیں ان میں معرفت الٰہی ٗتوحید ٗیقین ٗتزکیہ نفس ٗ احسان واخلاص ٗ محبت الٰہی ٗ عشق رسول ٗ رضا بر قضا ٗتواضع وانکساری ٗ صبر و تحمل ٗشکر

'توکل' تفویض، مراقبہ ومشاہدہ وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے منافی امور جیسے عجب 'غرور' کبر' حسد' کینہ' بغض' غضب' خوف فقر' حب مال' حب جاہ' حب مدح' لمبی امید' کراہت غیر للہ کا خوف گناہوں پر اصرار اور غفلت وغیرہ سے اجتناب بھی ان کی تعلیمات میں شامل ہیں۔

برصغیر پاک وہند کی اس عظیم روحانی شخصیت حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ للہ علیہ کی گرانقدر خدمات واثرات کے پیش نظر شعبہ عربی بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں ایک چیئر (مسند) "حضرت بہاء الدین زکریا چئیر" کے عنوان سے قائم ہوئی ہے جس کے تحت اکتوبر ۲۰۰۹ء سے باقاعدہ کام شروع ہو گیا ہے۔ اس چئیر کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ آپ کی روحانی، علمی ،دینی اور تعلیمی خدمات کو فروغ کے ساتھ ساتھ فن تصوف کو بھی فروض دیا جائے، یہ کام تحقیقی ادارے ہی ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر صحیح 'معتدل اور بہترین انداز میں سرانجام دے سکتے ہیں۔ بلاشبہ اس چیئر (مسند) کے قیام سے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے صحیح مشن کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ بہت سے مشاہیر صوفیاء کرام کا تعارف بھی ہو سکے گا۔ اس چئیر کے زیر اہتمام ایک ریسرچ پراجیکٹ بعنوان:۔"حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا انسائیکلوپیڈیا آف تصوف" تیار کیا ہے.

اس انسائیکلوپیڈیا میں عربی' اردو' انگریزی اور علاقائی زبانوں میں حضرت بہاء الدین زکریا اور تصوف پر مقالات ومضامین وغیرہ کو تحقیقی انداز میں یکجا جمع کرنا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں صوفیاء عظام کی تعلیمات پر چلنے کی توفیق دے اور ان کے عظیم الشان مشن کی نشرواشاعت میں ہماری مکمل مدد فرمائے۔ آمین۔ وہی ہمارا حامی وناصر ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ سہر ورد چشت کی طرح ایک جگہ کا نام ہے جو عراق و عجم کے اندر ہمدان وزنجان کے درمیان واقع تھا حضرت شہاب الدین سہر وردی متوفی ۶۳۲ھ اور ان کے پیرومرشد حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب یہیں کے رہنے والے تھے۔(بزم صوفیاء ص ۸۳)

۲۔ شیخ جمالی، سیر العارفین، دہلی، ص ۱۰۳، بزم صوفیاء ص ۸۳

۳۔ التمش نے آپ کو اس لقب سے نوازا تھا۔

۴۔ صباح الدین عبدالرحمن، بزم صوفیاء، زاویہ فاؤنڈیشن بحوالہ فرشتہ ج۱-۸۳، لاہور، ۲۰۰۳ء ص ۸۳

۵۔ حضرت شہاب الدین ابو حفص عمر بغدادی متوفی ۶۳۲ھ آپ کی تصانیف میں ”عوارف المعارف، کشف النصائح الایمانیۃ اور بہجت الابرار بہت مشہور ہیں جن سے اب تک فیوض وبرکات حاصل کئے جاتے ہیں۔(دیکھئے سیر العارفین ص ۱۰۳)

۶۔ سیر العارفین ص ۱۰۳، بزم صوفیاء ص ۸۲، نور احمد خاں فریدی، تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، محکمہ اوقاف حکومت پنجاب لاہور ۲۰۰۲ء ص ۲۴

۷۔ خلاصۃ العارفین قلمی نسخہ بخط مولانا ضیاء الدین ملتانی محرر ۹ ذی الحجہ ۱۳۰۳، ص ۵

۸۔ نور احمد خاں فریدی، تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، ص ۲۴

۹۔ خلاصۃ العارفین ص ۵

۱۰۔ بزم صوفیاء، ص ۸۲

۱۱۔ نور احمد خاں فریدی، تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ ص ۲۷۴-۲۷۵

۱۲۔ مزید تفصیل کے لئے تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ ص ۲۴۰-۲۶۳

۱۳۔ ایضا ص ۱۳-۱۴

۱۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور جلد ۵۔ ص ۹۴-۹۵

۱۵۔ ایضا۔ تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی ص ۶

۱۶۔ فوائد الفواد (ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء) جمع کردہ حضرت خواجہ امیر حسن علی سنجزی دہلوی ترجمہ خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی الفیصل اُردو بازار لاہور، ص ۱۶۱

۱۷۔ ایضا ص ۴۴۰، بزم صوفیاء، ص ۸۲

۱۸۔ تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ ص ۴۳-۴۵

۱۹۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۵۔ ص ۹۴-۹۵

۲۰۔ تاریخ بنگال، مرتبہ جادوناتھ سرکار جلد دوم ص ۶۸-۷۰

۲۱۔ عبد الحق محدث، اخبار الاخیار، دہلی ۱۳۰۹ھ اردو ترجمہ اقبال الدین احمد کراچی ۱۹۶۳ء ص ۳۷

۲۲۔ سیر العارفین، ص ۲۲

۲۳۔ فوائد الفوائد ص ۴۴۰

۲۴۔ تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی ص ۶۵-۶۷

۲۵۔ ایضاً ص ۶۴-۶۷

۲۶۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۵، ص ۹۴-۹۵

۲۷۔ خلاصۃ العارفین ص ۷۴

۲۸۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی ص ۲۷۷-۲۸۶

۲۹۔ بزم صوفیاء ص ۹۰-۹۱

۳۰۔ جن میں "تذکرہ حضرت بہاء الدین ملتانی از نور احمد خان فریدی مطبوعہ محکمہ اوقاف حکومت پنجاب لاہور ۲۰۰۲" یہ کتاب حضرت کے روحانی اسرار و معارف اور فکر و عبرت کا آئینہ دار ہے۔ اس کتاب کے علاوہ ڈاکٹر شمیم محمود زیدی صاحبہ کا مقالہ پی ایچ ڈی بعنوان: "احوال و آثار شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی اور مولوی محمد شفیع مرحوم (سابق پرنسپل اورینٹل کالج لاہور) کا مقالہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی قابل ذکر ہیں۔ ۲۰۰۷ میں محکمہ اوقاف حکومت پنجاب لاہور حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی پر خصوصی ایڈیشن شائع کیا ہے۔